۳۸۵۱

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا

الحمد للہ والمنّۃ کہ رسالہ ہذا از تصنیفات جناب مولوی سید محمد حسین صاحب مرحوم ولد میر رجب علی صاحب دہلوی الموسوم بہ

سنہ ۱۹۱۳ء

تکمیل الوضو

سنہ ۱۳۳۲ ہجری نبوی

سید صغیر حسن شمسی نے اپنے اہتمام سے مطبع یوسفی دلی میں چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْاٰنَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَصْحٰبِہِ الرَّاشِدِیْنَ

اما بعد

ره محمد حسین بن سید رجب علی ساکن دہلی غفر اللہ ذنوبہما۔ اہل اسلام برادران ایمانی کی خدمت میں ملتمس ہے کہ مجکو ایام طفولیت سے تحقیق مذہب کا زیادہ از حد شوق تھا اور اسی واسطے علم عربی پڑھنا شروع کیا تھا اور جس قدر زمانے نے فرصت دی حاصل بھی کیا اور عہد کیا کہ انشاء اللہ تعالی جو افعال فریقین سے صحیح و درست ہوں گے وہ اختیار کروں گا اور شرک و بدعات و اختراعات سے

کی اتباع کسی پچوں کا اور مذہب آبائی غیر بے اور بے تحقیق نے
ہرگز قبول نہ کروں گا (کیونکہ قرآن وحدیث کے موافق بھی یہی ہے
چنانچہ حسب عہد حتی الوسع عامل بحکم قرآن واحادیث ہوں اور
خلاف سے متنفر و تارک۔ لیکن فی زماننا اکثر بلکہ تقریبًا کل لوگ
تحقیق مذہب کے مدعی ہیں شاذ ونادر ہی کسی کا فعل و قول منطبق
ہوگا ورنہ فقط زبانی دعوے ہی دیکھا اور ایسے تو نہایت
ہی کم آدمی ہوں گے جنھوں نے اپنے قدیم مذہب آبائی اختراعی
رسمی کے افعال غیر صحیحہ کو ترک کرکے دوسرے مذہب کے افعال صحیحہ
اختیار کئے ہوں اس عہد میں تو ایک یہ قاعدہ بطور کلیہ علمار
میں رائج ہوگیا ہے کہ وہ بہ سبب کثرت جہلا و غلبۂ امرا اکثر امور
دینی و دنیوی میں خاموشی اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ ناراض
نہوں بلکہ تاویلًا اُن کے طرفدار ہو جاتے ہیں لہٰذا افراط و تفریط
جہلار فریقین نے علمائے طرفین کو بھی متعصب بنا دیا کہ وہ ایک
حرف بھی خلاف عوام نہیں فرماتے خاموش رہجاتے ہیں
اگر تخم تعصب نہ بویا جاتا تو ہرگز یہ تفریق خارجی ورافضی بدعتی اور
وہابی کی پیدا ہوتی اور نہ یہ نماز وروزہ میں فرق ہوتا جو امر
طرفین میں مسلم الثبوت از روئے احادیث صحیحہ و کلام مجید قرار
پاتا وہی اختیار کیا جاتا کیوں اس قدر ڈانوال ڈول پھرتے اب

قنوت پڑھتا ہے کوئی منکر ہے حالانکہ یہ چند افعال نماز میں مستحبات
سے ہیں پھر اجتناب کے کیا معنی اور انکار افعال مسنون کی کیا وجہ
غرض یہ کہ اکثر بلکہ تمام علما پر خوب واضح ہو گیا کہ یہ افعال مسنون
ہیں جہلا کے خوف سے ہرگز عمل نہیں کر سکتے ہیں علاوہ از این شیعہ
وسنی میں درباب وضو بڑا اختلاف ہے سنی غسل پا کرتے ہیں اور
شیعہ مسح پا کے قایل ہیں اور اسی پر عمل ہے اور دونو قرآن شریف
سے سند لاتے ہیں یہ ممکن نہیں کہ فریقین کے ایک فعل مفروض
میں اس قدر اختلاف ہو اور دونو حق پر ہوں ضرور ایک نہ ایک
غلطی پر ہے چونکہ وضو فرضیات وشروط نماز سے ہے جبتک کہ
وضو نہووے نماز کب صحیح ہوگی لہذا ہر دو مذاہب کے دلایل لکھکر شایع
کئے جاتے ہیں کہ طرفین کے علما اہل انصاف اظہار امر حق میں دریغ
توجہ نہ فرمائیں گے کیونکہ یہ رسالہ صرف بنظر تحقیق لکھا گیا ہے اس
سے ہرگز مکابرہ و مجادلہ منظور نہیں اور بوجہ اختصار اس
رسالہ کو دو فصلوں اور ایک خاتمہ پر ختم کیا اور تکمیل الوضو
اس کا نام رکھا ہے فصل اول میں دلایل شوئیدگی پا اور فصل ثانی میں
براہین وجہ مسح پا ہیں **فصل اول اثبات شوئیدگی پا کے
بیان میں** پہلی دلیل چونکہ خدائے تعالے نے حکم فرمایا یا ایہا الذین

اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی
المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین

ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کھڑے ہو واسطے نماز
کے پس دھوؤ تم مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنو نکو کہنیوں تک
اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور پاؤں اپنوں کو کعبین تک۔

ترکیب یا ایہا حرف ندا قایم مقام ادعو کے الذین اسم موصول
اٰمنوا صیغہ جمع غائب فعل ماضی معروف ضمیر جمع غائب کی جو
اسم موصول کی طرف پھرتی ہے وہ فاعل ہے فعل ضمیر فاعل
سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا موصول صلہ سے مل کر
منادی ہوا اذا حرف شرط قمتم صیغہ جمع فعل ماضی معروف الیٰ
حرف جار الصلوٰة مجرور۔ جار مجرور مل کر فعل کا متعلق ہوا
فعل اپنی ضمیر جمع مخاطب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط
ہوا ف حرف تفریع اغسلوا صیغہ جمع فعل امر حاضر معروف ضمیر
جمع مخاطب کی فاعل ہے وجوہ مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی مضاف
الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ ہوا وا و
حرف عطف ایدی مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی مضاف الیہ
مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا وجوہکم کا اور معطوف
علیہ ہوا ارجلکم کا جو دوسرے جملہ کے بعد واقع ہے وا و حرف عطف

ارجل مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف

الیہ سے ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ ایدیکم اپنے معطوف سے ملکر معطوف

ہوا وجوہکم کا وجوہکم اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ہوا الی حرف

جار المرافق مجرور۔ جار مجرور سے ملکر فعل کا متعلق ہوا الی حرف جار

الکعبین مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق دوسرا ہوا فعل اغسلوا کا فعل

امر حاضر معروف اپنی ضمیر جمع مخاطب فاعل اور مفعول بہ اور

متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ ہوا۔ واو

حرف عطف امسحوا صیغہ جمع فعل امر حاضر معروف ضمیر جمع مخاطب کی

فعل کا فاعل ہے ب حرف جار رؤس مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی

مضاف الیہ۔ مضاف۔ مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار

کا جار مجرور سے ملکر فعل کا متعلق ہوا فعل ضمیر جمع مخاطب فاعل

اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جملہ اولے کا معطوف ہوا لیکن

ارجلکم سے جملہ ثانیہ کو کچھ تعلق نہیں) جملہ اولے معطوف علیہ اپنے

معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہوئی شرط کی شرط اپنی جزا

سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب ہوا ندا کا۔ ندا جواب سے ملکر جملہ

ندائیہ ہوا اس ترکیب کے موافق وضو میں پاؤں کا دھونا ہی ثابت ہوتا ہی

کیونکہ ارجلکم جملہ اولی کا مفعول بہ واقع ہوا ہے اور جملہ ثانیہ کے

بعد ارجلکم اسواسطے واقع ہوا ہے کہ پاؤں کے دھونیکا حکم اخیر ہی میں ہی

اس ترکیب کے موافق اور آیات بھی نازل ہوئی ہیں چنانچہ سورہ توبہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیۃ موجود ہے وَاتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَالۡمَسِيۡحَ ابۡنَ مَرۡيَمَ ترجمہ پکڑا انھوں نے عالموں اپنوں کو اور درویشوں اپنوں کو پروردگار سوائے اللہ کے اور مسیح مریم کے بیٹے کو اس جملہ میں والمسیح ابن مریم کا عطف رہبانہم پر واقع ہے اس میں کوئی انکار نہیں کر سکتا اسی طرح ارجلکم کا عطف ایدیکم پر واقع ہے اس واسطے وضو میں ضرور پاؤں کا دھونا ہی چاہیئے۔ دوسری دلیل چونکہ بروسکم میں بائے موحدہ تبعیضیہ ہے اور پاؤں کے دھونے میں کعبین تک کی قید ہے اس واسطے بھی ارجلکم کا عطف بروسکم پر نہیں ہو سکتا کیونکہ معطوف علیہ اور معطوف کا حال یکساں ہونا چاہیئے جس طرح سر کا مسح بلا قید ہے یعنی بعض سر پر مسح کیا جاتا ہے اگر اسی طرح بلا قید کعبین پاؤں کا مسح ہوتا تو ارجلکم کا عطف بروسکم پر مان لیا جاتا اب نہیں مان سکتے جب عطف ارجلکم کا بروسکم پر نہ ہوا تو ضرور پاؤں کا دھونا بھی لازم آیا۔

تیسری دلیل چونکہ پاؤں عضو سفلی معرض نجاست ہے اکثر اسی پر نجاست کی چھینٹ اور گرد و غبار وغیرہ پڑ جاتا ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں کے دھونے کا ہی حکم فرمایا ہوگا اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ارجلکم کا عطف ایدیکم ہی پر ہے وضو میں پاؤں کا دھونا ہی چاہیئے چوتھی دلیل چونکہ ہا تھ

اور پاؤں میں بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ مناسبت ہی اس واسطے
بھی پاؤں کا عطف ہاتھوں ہی پر معلوم ہوتا ہے اس دلیل سے
بھی دریافت ہوا کہ وضو میں پاؤں کا دھونا ہی چاہیئے پانچویں
دلیل چونکہ صحابہ کرام کا دستور العمل پاؤں کے دھونے ہی
کا رہا اور آثار صحابہ بڑی سند شمار کی جاتی ہے اسواسطے بھی پاؤں
کا دھونا ہی لازم آتا ہے کیونکہ وہ لوگ حضرت پیغمبر کے اصحاب تھے
اُن کے افعال سے خوب واقف ہونگے حضرت کو بھی وضو میں پاؤں
دھوتے ہی دیکھا ہوگا جو اُن سے سیکھ کر خود بھی وضو میں پاؤں
دھونے اختیار کیئے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ارجلکم کا عطف ضرور
ایدیکم ہی پر ہے وضو میں پاؤں کا دھونا ہی فرض ہے چھٹی دلیل
چونکہ حضرت علیؓ سے پاؤں کا دھونا ثابت ہی کہ وہ حضرت پاؤں دھوتے
تھے اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرتے تھے یعنی ہاتھونکی انگلیونسے پاؤنکی انگلیوں
میں پانی پہنچاتے تھے لہذا معلوم ہوا کہ وضو میں پاؤں دہونا ہی
درست ہے اس دلیل سے بھی دریافت ہوتا ہے کہ ارجلکم کا عطف ضرور
ایدیکم ہی پر ہے جو ایسے حضرت پیغمبر کے صحبت یافتہ نے جو اہلبیت میں سے
ہیں پاؤں دھوئے تو ہمکو بھی وضو میں ضرور پاؤں کا دھونا ہی چاہئیے ساتویں
دلیل درحالت وقوع اختلاف بھی پاؤں کا وضو میں دھونا ہی احوط
معلوم ہوتا ہے کیونکہ دھونے میں مسح بھی ہوجاتا ہے کہ اعضا کے

ہی پر بھی ہاتھ پھرتا ہے بخلاف مسح کے کہ اسمیں دھونا رہ جاتا ہے دھونے میں دونو فعل صادق آتے ہیں بالفرض والتقدیر اگر حکم خدائے تعالےٰ مسح ہی کے واسطے صادر ہوا ہے تو دھونے میں مسح بھی شامل ہوگیا کیونکہ دھونے میں مسح ضرور ہو جاتا ہے آٹھویں دلیل چونکہ سنیوں کا تواتر بہت زیادہ ہے پس جس طرح اُنھوں نے آنحضرت کو اکثر بوقت وضو پاؤں دھوتے دیکھا ہوگا اسی طرح اب تک تعمیل کرتے چلے آتے ہیں شرع میں تواتر وکثرت پر زیادہ اعتبا ہوتا ہے چنانچہ سنی لوگ بہ نسبت شیعہ مذہب کے اکثر ہیں اور شیعہ اقل اکثر کے آگے اقل کا کیا اعتبار شیعوں کا تواتر اس قدر نہیں شاید اُنھوں نے مسح کو آسان سمجھ کر اختیار کر لیا ہو اس سبب سے بھی پاؤں کا وضو میں دھونا ہی صحیح و درست معلوم ہوتا ہے۔

دوسری فصل اثبات مسح پا کے بیان میں

چونکہ خدائے تعالےٰ نے فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کھڑے ہو واسطے نماز کے پس دھو و تم مونہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور پاؤں اپنوں کو کعبین تک ترکیب یا ایھا حرف ندا

الذین اسم موصول آمنوا صیغہ ج[illegible]ب [illegible] کی طرف [illegible]

ضمیر جمع غائب کی جو موصول کی طرف پھرتی ہے وہ فعل کا فاعل ہے فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول اپنے صلہ سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر منادیٰ ہوا اندا کا حرف ندا چونکہ قایم مقام ادعوا فعل مضارع متکلم کے ہے لہٰذا منادیٰ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا اذا حرف شرط قمتم صیغہ جمع حاضر فعل ماضی معروف الیٰ حرف جار الصّلوٰۃ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کا فعل ضمیر جمع مخاطب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہوئی ف حرف تفریع اغسلوا صیغہ جمع فعل امر حاضر معروف ضمیر جمع مخاطب کی فاعل ہے۔ وجوہ مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی مضاف الیہ مضاف۔ مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ ہوا واو حرف عطف ایدی مضاف کم ضمیر جمع مخاطب کی مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا معطوف علیہ معطوف سے مل کر مفعول بہ ہوا۔ الیٰ حرف جار۔ المرافق مجرور جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا فعل کا فعل ضمیر جمع مخاطب فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ہوا واو حرف عطف امسحوا صیغہ جمع فعل امر حاضر معروف ضمیر جمع مخاطب کی فاعل ہے۔ ب حرف جار روس مضاف کم ضمیر

جمع مخاطب کی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر
معطوف علیہ ہوا واو حرف عطف ارجل مضاف کم ضمیر جمع مخاطب
کی مضاف الیہ۔ مضاف۔ مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا
معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار
اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل کا۔ الی حرف جار الکعبین
مجرور جار مجرور سے ملکر فعل کا دوسرا متعلق ہوا فعل امر حاضر
معروف اپنی ضمیر جمع مخاطب فاعل اور دو نو متعلقوں سے ملکر
جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہوا جملہ اولیٰ معطوف علیہ۔ جملہ ثانیہ معطوف
سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر شرط کی جزا ہوا۔ شرط جزا سے مل کر
جملہ شرطیہ ہوکر ندا کا جواب ہوا ندا جواب سے ملکر جملہ ندائیہ ہوا
اس آیۃ میں ارجلکم کا عطف برؤسکم پر واقع ہوا ہے اس کے موافق
پاؤں پر مسح کرنا چاہئے۔ ارجلکم کا لام مفتوح اس واسطے سے ہے
کہ بائے موحدہ ارجلکم میں ظاہر نہیں مقدر ہے اگر ظاہر ہوتی تو
ضرور حالت مجروری میں لام کو مکسور پڑھتے اب مکسور اور مفتوح
میں اختیار ہے کیونکہ مفعول بہ میں حرف ب اور مفعول فیہ میں
حرف (ف) اور مفعول لہ میں حرف لام! اور مفعول معہ میں حرف مع
مقدر ہوتے ہیں یہاں یعنی ارجلکم میں بلحاظ معطوف علیہ کے
کہ اس میں ب ظاہر ہے اس کے لام کو مکسور پڑھیں گے اور بلحاظ

ارجلکم معطوف کے کہ اس میں ب ظاہر نہیں مقدر ہے لام کو مفتوح
پڑھتے ہیں اس مقام میں فتحہ اور کسرہ دونو حرکتیں جائز ہیں
اسی واسطے ایک قرأت میں لام کو مکسور ہی پڑھتے ہیں چنانچہ قلمی
قرآن شریف میں سرخی کی زیر بھی لکھی دیکھی ہے اگر ارجلکم کا عطف
برؤسکم پر نہوتا تو ہرگز کوئی قاری زیر سے نہ پڑھتا اور ہرگز
دیر نہ لگائی جاتی کیونکہ سب قاری قرائے سبع میں سنی ہی گذرے
ہیں کیوں اپنی عادت اور شہرت کے خلاف کرتے دیگر یہ کہ اسی
عطف کے موافق مولوی شاہ ولی اللہ صاحب محقق و محدث
دہلوی نے ازالۃ الخفا کے صفحہ ۱۷۵ میں ارقام فرمایا ہے عن النزّ
قال نزل القرآن بالمسح والسنتہ بالغسل قرآن نازل ہوا ساتھ
مسح کے اور سنت وارد ہوئی ہے ساتھ غسل کے ان کی تحریر سے
بھی خوب ثابت ہوتا ہے کہ مسح فرض ہے اور دھونا سنت اسی
واسطے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضرور ارجلکم کا عطف برؤسکم ہی پر ہے
اور بھی عطف بامحاورہ اور فصیح ہے اگر خدائے تعالے کو وضو
میں پاؤں کا دھلوانا منظور ہوتا تو ثم اغسلوا ارجلکم الی
الکعبین فرما دیتا کہ عرب کے محاورہ کے موافق ہے اور فصیح بھی
ہے یہ عقل اور نقل سے بعید ہے کہ آیہ بینہ کو جو ہر وقت ہمارے
عبادات میں بکار آمد ہے اُسے ایسے طور سے بیان فرمائے کہ لوگ دد

واختلاف میں پڑ جاویں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ ظاہر
قرآن حجت ہے جبکہ دونوں مذہبوں کے موافق ارجلکم کا عطف بروسکم
پرثابت ہوا تو وضو میں ضرور پاؤں پر مسح ہی کرنا صحیح و درست
ہوا نہایت تعجب ہے کہ جب وضو میں پاؤں کا مسح نص قرآن سے
ثابت ہوچکا تو دھونا سنت کیونکر ہوا اور پھر بجائے فعل فعل سنت
کیونکر مستعمل ہوگیا اور آیہ واتخذوا احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم جو شہیدگی
پاکے ثبوت میں سنداً لکھی ہے اور ارجلکم کے عطف کو والمسیح ابن مریم
کے عطف پر مطابق کیا گیا ہے یہ انطباق صحیح نہیں اس عطف میں
اور اس عطف میں بڑا فرق ہے اول تو یہ کہ اگر من دون اللہ پر
عطف کریں معاذ اللہ تو کفر لازم آتا ہے۔ دوئم یہ کہ یہ عطف
ایسا صاف ہے کہ اگر والمسیح بن مریم پر اعراب بھی نہ لگائے جائیں
اور کوئی تھوڑا سا عربی داں اسکو پڑھے تو وہ بھی عطف اس
کا رہبانہم ہی پر ڈالے گا اور والمسیح بن مریم میں مسیح کی ح کو
مفتوح ہی پڑھے گا ہرگز مکسور کی طرف خیال بھی نہ کرے گا
بخلاف ارجلکم کے کہ اس پر اگر اعراب نہوں تو اُس کے لام کو وہ کم
عربی داں بلکہ زیادہ عربی داں بھی مکسور ہی پڑھے گا اس کا گمان
و وہم بھی مفتوح لام کی طرف نجائے گا اس کی آزمائش بھی کچھ

مشکل نہیں ہندو اور عیسائی اکثر عربی دال موجود ہیں جس کو
یقین نہ ہو پڑھوا دیکھو **دوسری دلیل** چونکہ جو لوگ پاؤں کا
دھونا فرض جانتے ہیں اور خفین پہنکر غیر چمڑے پر مسح کرتے ہیں حالانکہ
اس مسح کا پاؤں تک اثر بھی نہیں پہنچتا اس سے بھی مسح کا وجود
اور بو پائی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی ضرور مسح کیا جاتا
ہوگا اُسی باعث سے اب بھی خفین پر مسح کیا گیا اگر پاؤں اعضائے
مسح میں سے ہوتے اور مسح پا نابود و بے وجود ہوتا تو ہرگز
غیر مسح پر مسح کرنے کا ایجاد و اختراع ممکن نہ تھا کیونکہ اول تو
قرآن شریف میں خفین پر مسح کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا دوم یہ
کہ اور کسی عضو پر اعضائے شستنی میں سے یہ حکم جاری نہوا اور
اگر پاؤں اعضائے شستنی میں سے ہوتے تو اسی قیاس سے اور
اعضا پر بھی یہ حکم جاری ہوتا اگر منہ کا غلاف غیر کھال کا نہ بنتا
تو ہاتھوں کے دستانے تو کہینوں تک ضرور بنائے جاتے
اور اُن پر مسح کیا جاتا ایام سرما میں بہت آرام ہوتا حالانکہ یہ
کسی نے جائز نہیں رکھا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عضو مسح ہی
پر غیر چمڑا پہنکر مسح کیا گیا ہے ورنہ کیا باعث کہ بے حکم
خدائے عزوجل پاؤں عضو شستنی پر غیر چمڑے پر مسح صحیح اور
درست ہو اور ہاتھ اور منہ پر درست نہو یہ امر خلاف قیاس

ہے پس دلائل بالا کے موافق خوب ثابت ہوتا ہے کہ پاؤں
ضرور عضو مسح ہی ہیں وضو میں پاؤں پر مسح ہی کرنا درست ہے
کیونکہ دونو مذہبوں کے موافق مسح پا ہی ثابت ہے نہیں معلوم
کب سے اور کس طرح وضو میں پاؤں دھونا جاری ہوکر رواج پاگیا
مثل جماعت تراویح کہ اور کسی نماز نافلہ میں جماعت نہیں ہوتی یہ
نماز کسی ملک میں مذہب سنی میں بے جماعت کے ادا نہیں ہوتی حالانکہ
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس جماعت کا ثبوت کوئی
نہیں دے سکتا بلکہ ممانعت اس جماعت کی ثابت ہے چونکہ اس مختصر
میں گنجایش نہیں اور نیز اس بحث کی یہاں ضرورت بھی نہیں
لہذا مفصل نہیں لکھا مجملاً ذکر کردیا۔ یہ جو پاشوی کی دوسری
دلیل میں لکھا ہے کہ رؤسکم میں بائے موحدہ تبعیضیہ ہے اگر پاؤں کے
مسح میں بھی بعضیت پائی جاتی بلا قید کعبین تو البتہ برؤسکم
پر عطف مان لیتے یہ دلیل کچھ قوی نہیں کیونکہ اگر اس طرح کے
عطف میں یہ ضرورت ہوتی تو وجوہکم کے بعد ایدیکم بھی بغیر قید
مرافق کے ہونا اور پاؤں میں تو اب بھی فقط طولاً قید ہے
عرضاً بعضیت موجود ہے تیسری دلیل چونکہ اللہ جل شانہ نے
درباب تیمم حکم فرمایا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ
سر اور پاؤں کا کچھ ذکر نہ فرمایا اس واسطے بھی معلوم ہوتا ہے کہ

دو عضو دھونے کے تھے تیمم میں ان پر مسح کا حکم دیا اور جو دو عضو
سر اور پاؤں مسح کرنے کے تھے اُن کو خالی چھوڑا اور جو پاؤں
بھی عضو مستثنی ہوتے تو اُن پر بھی مسح کا حکم دیتا اس دلیل سے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں پاؤں پر مسح ہی کا حکم ہے اور ارجلکم
کا عطف ضرور برؤسکم ہی پر واقع ہوا ہے۔ شوہید کی پاکی تیسری
دلیل میں جو لکھا ہے کہ پاؤں عضو اسفلی معرض نجاست ہے اکثر
اس ہی پر نجاست کی چھینٹ اور گرد و غبار وغیرہ پڑ جاتا ہے
الیٰ آخرہ یہ دلیل قابل اعتبار نہیں کیونکہ اول تو وضو اور غسل
نجاست عینی اور خباثت ظاہری کی دافع نہیں ہیں بلکہ یہ تو
حکمی طہارت ہے اس کے ساتھ نجاست عینی اور خباثت ظاہری کا
دفعیہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ ازالہ نجاست قبل وضو اور قبل
غسل چاہیے ورنہ لوگ بغیر ازالۂ نجاست غسل کر لیا کرتے۔ آسانیت
ہو جاتی کیوں تکلیف اُٹھاتے۔ دوسری قباحت یہ ہے کہ اگر
پاؤں معرض نجاست مانکر وضو میں دھوئیں تو یہ دعوے
خفین پر مسح کرنے سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خفین پہنے سے
خفین مثل پاؤں معرض نجاست ہو جاتے ہیں اُنپر مسح کرنے سے
اور بھی زیادہ خرابی لازم آتی ہے اگر پاؤں پر نجاست کی
چھینٹ پڑ جائے تو فوراً محسوس ہو جائے گی وضو سے پہلے پاک

نکل بلکہ بوقت شب ناممکن ہے اگر تر ہاتھو ںنے اسپر مسح کیا تو ہاتھ بھی
نجس ہوئے اور جہاں جہاں نجس ہاتھوں سے استعمال کیا سب کو نجس
کیا پس خفین بھی معرض نجاست ہونیسے خالی نہیں رہیں اگر پاؤں کا
دھونا معرض نجاست ہونیکے سبب سے تھا تو خفین پر بھی کیوں مسح
کیا گیا اسپر بھی وہی حکم صادق آتا ہے تیسرے یہ کہ خفین پہننے سے ایسا
کون سا باعث قوی ہو جاتا ہے کہ جس سے پاؤں دھونا جو فرض مانا
گیا ہے وہ موقوف ہو جائے اور غیر چمڑے پر مسح کافی سمجھا جائے اگر یہ سمجھے
کہ خفین حدث ناقض وضو کو پاؤں تک پہنچنے سے روکتے ہیں گوز وغیرہ
کا اثر پاؤں تک نہیں پہنچتا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہی ہوتا تو ہر وضو کے ساتھ
مخرج گوز کے دھونیکا حکم بھی ضرور ہوتا چونکہ یہ حکم نہیں ہے لہذا معلوم
ہوا کہ خفین کے اندر بھی پاؤں مثل اس شخص کے پاک رہتے ہیں جو وضو
کرکے نماز پڑھ کے مسجد میں یا اور کہیں پاک جگہ بیٹھا رہا ہے
جبکہ پاؤں کا دھونا نجاست ہی کے سبب سے تھا اور خفین کے اندر
پاؤں کے پاک رہنے سے خفین کے اوپر مسح کیا گیا ہے تو ضرور اس
مسجد نشین کو بھی دوبارہ وضو کرنے میں پاؤں پر مسح ہی کرنا مناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب نجاست ہی پاؤں دھونے کا باعث تھی
تو اب پاؤں کا دھونا کیا ضرور ہے بلکہ صاحب خفین کو بھی پاؤں

باہر نکالنے کی طرح ہی کرنا کا لازم آتا ہے کیونکہ اکثر عورتیں گردو
کے پاؤں پاک رہتے ہیں۔ کیا باعث کہ خفین پوش مسح کرے
اور مسجد نشین جس کے پاؤں پاک ہیں وہ پھر دھوئے حالانکہ پاؤں
کا دھونا نجاست ہی کے سبب سے مانا گیا تھا چوتھی دلیل چونکہ وضو
کرنے میں ایک رطل پانی کا حکم ہے اور اس قدر پانی میں ہرگز پاؤں
نہیں دھوئے جا سکتے (یہ ایک لوٹا پانی جو گرایا جاتا ہے اتنے
پانی کا حکم نہیں ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پاؤں پر مسح ہی کرنیکا
حکم ہے اگر پاؤں کے دھوئے کا حکم ہوتا تو پانی کا اندازہ بھی زیادہ
ہوتا ورنہ جبر لازم آتا ہے کہ تھوڑے پانی کا حکم دیکر بہت پانی کا
کام لیوے حالانکہ فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا
اس دلیل سے بھی کسی طرح وضو میں پاؤں کا دھونا ثابت نہیں ہوتا
ضرور وضو میں پاؤں پر مسح ہی کرنا لازم آتا ہے اور ارجلکم کا
عطف بھی برؤسکم ہی پر ہے چوتھی دلیل شویدگی پایہ میں جو لکھا ہے
کہ ہاتھ اور پاؤں میں بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ مناسبت ہے
اسواسطے بھی پاؤں کا عطف ہاتھوں پر ہے اگرچہ یہ دلیل بڑے
عالم کی ہے مگر قوی نہیں کیونکہ ایسا تناسب تو تھری لڑکے ہاتھ
و منہ اور سر و پاؤں میں ثابت کر سکتے ہیں کہ اکثر اُنکی مائیں کہا کرتی
ہیں ہاتھ منہ دھونگے سر ننگے پاؤں نہ پھر ایسی ایسی مناسبت کا

کیا اعتبار کیا جائے پانچویں دلیل چونکہ آئمہ اہل بیت سے
وضو میں مسح پا ہی ثابت ہے کہ اُن کا دستور العمل یہی رہا چنانچہ
قفال نے اپنی تفسیر میں اور بغوی نے معالم التنزیل میں لکھا ہے
کہ شیعہ لوگ حضرت باقر صادق کے موافق وضو میں پاؤں پر مسح
کرتے ہیں اس سے بھی ثابت بلکہ یقین ہوتا ہے کہ حضرت مسح ہی
کرتے تھے آثار آئمہ اہل بیت عند العقل و نقل سب آثار سے
زیادہ معتبر ہیں کیونکہ ان سے زیادہ رازداں حضرت پیغمبر صلعم
کا کوئی نہ تھا کیونکہ جس قدر افعال و اقوال و مزاج سے
اہل وعیال واقف ہوتے ہیں اس قدر شاگرد وہ بید و دوست
واصحاب واقف نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم سے لیکر حضرت امام باقر صادق تک سلسلہ وار وضو میں پاؤں
کا مسح ہی پہنچا ہے جو ان حضرت نے بھی مسح کیا۔ کیونکہ انکی ذات
بابرکات سے یہ گمان و وہم بھی نہیں ہوتا کہ افراط و تفریط کریں
خصوصًا عبادات میں معاذ اللہ اور نہ ان سے کوئی ایجاد ظہور
میں آیا یہ لوگ محافظ شرع محمدی تھے یہ ہرگز کمی و زیادتی نکرتے
اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں پاؤں نہ دھونے چاہئیں
بلکہ مسح ہی کرنا چاہئے ضرور ارجلکم کا عطف بروسکم ہی پر ہے۔ پانچویں دلیل
شوئیدگی پا میں جو دعویٰ کیا ہے کہ صحابہ نے حضرت کو وضو میں پاؤں دھوتے

ہی دیکھا ہوگا جو اُن سے سیکھ کر خود بھی پاؤں دھونے اختیار لئے
یہ دعوے بے اعتبار ہے کیونکہ اکثر افعال ایسے کہ حضرت سے خوب
ثابت ہیں اب متروک ہو گئے منجملہ رفع یدین و دعائے قنوت وغیرہما کی
اور چند افعال ایسے ہیں جو حضرت سے ثابت نہیں بلکہ امتناع ثابت
اور اسقدر رواج پاگئی کہ مثل فرض شمار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً جماعت
تراویح و تقلید آئمہ اربعہ وغیرہما کہ کہیں حضرت سے اس جماعت کا
پتا نہیں لگتا اور نہ اجازت پائی جاتی ہے اور نہ ان چار اماموں کا
کہیں ذکر ہے چھٹی دلیل چونکہ بروایت معتبر منقول ہی کہ جب حضرت
علیؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ وضو میں پاؤں کا دھونا چاہیے یا مسح
کرنا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ظاہر کا پوچھنا کیا خدائے تعالے نے
دو عضو کے دھونیکا حکم دیا ہے اور دو عضو کے مسح کا اس سے بھی
ثابت ہوا کہ پاؤں پر مسح ہی کرنا چاہیے کیونکہ جناب پیغمبر کے سوا
کون شخص تھا یا اب ہے جو حضرت علیؑ سے زیادہ قرآن شریف کے
معنی سمجھا ہو اور مطلب کو پہنچا ہو اور کون اہل بیت کے سوا حضرت
پیغمبر کے دستور العمل سے زیادہ واقف ہوگا۔ ممکن نہیں اور چونکہ
خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو
چیز بڑا تم میں بزرگ چھوڑتا ہوں کتاب اللہ اور میری عترت اور یہ
دو نو حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یعنی ان کا

ہر عمل اور حکم قرآن شریف کے مطابق ہوگا اور جبکہ اُن سے
مسح پا ثابت ہوا تو معلوم ہوا کہ ضرور ارجلکم عطف برؤسکم ہی پر واقع
ہے پاؤں پر مسح ہی کرنا صحیح و درست ہے کیونکہ یہ لوگ ہرگز قرآن
کے خلاف عمل نہ کریں گے بموجب حدیث شریف چھٹی دلیل شویدگی
پایاہیں جو حضرت علیؑ سے پاؤں کا دھونا ثابت کیا ہے البتہ
لکھا تو ہے چونکہ اسمیں تقدیم و تاخیر کا کچھ ذکر و پتا نہیں پایا جاتا
لہذا معلوم ہوتا ہے کہ وضو سے پہلے بہ سبب گرد و غبار وغیرہ کے
دھوئے ہوں گے یا بعد الفراغ وضو اعنی بعد مسح پا دھوئے ہوں
کیونکہ دیکھنے کی دلیل سے پوچھنے اور دریافت کرنے کی دلیل اقوی
اور اصح ہی ہوتی ہے علاوہ ازایں مجتہد کے قول اور نوشت پر عمل
کرنا چاہئے کیا معلوم کیوں دھوئے ہوں ممکن ہے کہ نجاست کی
چھینٹ ہی اُن حضرت کے پائے مبارک پر پڑ گئی ہو اہیں
وقت ہیں قبل وضو نجاست کا پاک کرنا لازم ہے کیونکہ وضو اور
غسل نجاست عینی اور خباثت ظاہری کی دافع نہیں ہیں یہ دونو
طہارت حکمی سے ہیں ساتویں دلیل چونکہ فریقین کے اصول فقہ
میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف پایا جائے
اسمیں سے سہل کو اختیار کرنا چاہئے چونکہ مسح پا بہ نسبت
پاؤں کے دھونے کے سہل ہے اور نیز حفاظت جان کیونکہ جاڑے میں

پاؤں دھونے سے مرض بھی پیدا ہوتے ہیں اسواسطے بھی لازم آتا ہے
کہ پاؤں پر مسح ہی کیا جائے کہ سہل بھی ہے اور حفظ صحت بھی اور
حفظ صحت ضروریات سے ہے شوئیدگی پاکی **ساتویں دلیل**
میں جو لکھا ہے کہ درحالت وقوع اختلاف پاؤں کا وضو میں دھونا
احوط ہے کیونکہ دھونے میں مسح پا بھی ہو جاتا ہے اس دلیل کو ہم مان
نہیں سکتے اگر مان لیں تو قباحت لازم آئے **اوّل** تو یہ کہ آسان
کو چھوڑ کر مشکل کو اختیار کیا۔ دوسرے یہ لازم آتا ہے کہ وضو کے
وقت یعنی وضو کے بدلے نہا لیا کریں کہ اس میں مُنہ اور ہاتھ دھوئے
جائیں اور سر و پاؤں پر مسح بھی ہو جائے گا کہ ہاتھ سر پر بھی پھیرا
جائے گا چونکہ یہ کسی نے جائز نہیں رکھا لہذا وہ دلیل بھی ماننے
کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ حکمی طہارت ہے اس میں ہر عضو کا حکم
علیحدہ علیحدہ ہے اور اسی طرح اگر کوئی بجائے مسح سر غسل سر کرے
تو بھی درست نہیں **آٹھویں دلیل** چونکہ سنن ابی داؤد باب
الصلواۃ جلد اوّل صفحہ ۱۲۶ اور صفحہ ۱۲۶ میں اس طرح مذکور ہے
عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّھَا لَا یَتِمُّ الصَّلٰوۃُ اَحَدِکُمْ حَتّٰی یُسْبِغَ الْوُضُوْءَ کَمَا
اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَیَغْسِلُ وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَیَمْسَحُ بِرَاْسِہٖ وَرِجْلَیْہِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ
یُکَبِّرُ ترجمہ رفاعہ بن رافع سے مذکور ہے اُسنے کہا کہ کہا رسول خدا نے

تحقیق نہ تمام کرے گا نماز کو کوئی ہم میں سے یہاں تک کہ وضو
درست کرے جس طرح اللہ تعالے نے حکم فرمایا پس دھوئے
منہ اپنے کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرے
سر اپنے کو اور دونوں پاؤں اپنوں کو کعبین تک پھر تکبیر
کہے یہ حدیث گویا آیۃ کلام الہی کی تفسیر ہے معلوم ہوتا ہے
کہ جناب سرور کائنات نے اس آیۃ کے رفع ابہام کے واسطے اس
طرح کی عبارت میں فرمایا ہوگا تاکہ پھر کچھ شک و شبہہ باقی نہ رہجائے
اگر پاؤں دھلوانا منظور ہوتا تو دوسری عبارت میں فرماتے
معلوم ہوا کہ پاؤں پر مسح ہی کرنا فرض ہے اور ضرور ارجلکم کا
عطف برؤسکم پر واقع ہوا ہے علاوہ ازایں اشباہ و نظائر جو
معتبرین کتب فقہ حنفیہ اہل سنت سے ہے اُس کے صفحہ ۱۸۶ نسخہ
مطبوعہ میں صاف صاف رقم فرماتے ہیں وَفِی الذَّخِیرَۃِ اَنَّ
اَلْمَسحَ اَوْلٰی لِاِظْهَارِ الْاِعْتِقَادِ وَ رَفْعِ تُهْمَۃِ الْبِدْعَۃِ
وَالْعَمَلِ بِقِرَاۃِ الْجَرِّیَّۃِ ترجمہ یعنی ذخیرہ میں لکھا ہے تحقیق
مسح بہتر ہے اعتقاد ظاہر کرنے کے واسطے اور بدعت کی تہمت
کے دور ہونے کے لئے اور عمل جر کی قراۃ کے موافق ہے ان
دلائل سے خوب ثابت ہے اور واضح ہے کہ پاؤں کا مسح صحیح و درست ہے
کہ فریقین سے اسکا ثبوت موجود ہے بخلاف دھونے کے کہ اُس میں

شوئیدگی پا ہیں جو لکھا ہے کہ سنیوں کا تواتر بہت زیادہ ہے الخ

یہ دلیل بھی قابل سند نہیں کیونکہ آنحضرت سے بہت افعال پنجگانہ اہل سنت کے ہاں متواتر نہیں دیکھو ہاتھ کھول کر نماز پڑھنی یا ہاتھ باندہ کر نماز پڑھنی آنحضرت سے متواتر منقول نہیں پس وضو میں پاؤں دھونا گُنجا دوسرے خاص اہلسنت میں اس کے اندر تین مذہب مختلف ہیں ایک تو تخییر یعنی چاہو دھوؤ چاہو مسح کرو (۲) جمع یعنی مسح بھی کرو اور غسل بھی (۳) غسل پا بغیر موزہ اور مسح پا باموزہ - چنانچہ اول مذہب تخییر کا امام حسن بصری کا ہے پس متواتر نقل فعل رسول مقبول کہاں رہی - علاوہ اسکے ہو سکتا ہے کہ اہل سنت نے تگلیسن غسل پا تو لسبب مسح موزہ دور کر لی - باقی گرمیوں میں پاؤں دھونے سب کو اچھے معلوم ہوتے ہیں کیا عجب کہ ان کو بظاہر یہ فعل پسند آیا اور نیز ممکن ہے کہ غسل پا جو فقط واسطے گرد و غبار یا رفع نجاست کے ہوا اسے سنی لوگ داخل وضو سمجھ گئے لہذا فقط ملاحظہ غسل پا دلیل اسکی ہو نہیں سکتی کہ غسل پا داخل وضو ہے شیعہ بھی اکثر قبل وضو یا بعد مسح پاؤں دھوتے ہیں مگر یہ فعل اُن کا داخل وضو نہیں ہوتا بلکہ مسح کو افعال وضو میں جانتے ہیں اور دھونا زاید خارج وضو ہوتا ہے -

خاتمہ منہ اور ہاتھوں کے دھونے کے بیان میں

چونکہ وضو کے افعال مستحبات و مسنونات ہیں سُنّی اور شیعے سب متفق ہیں اور ہاتھوں کے دھونے میں جو کہ فرض ہے اجرائے آب سب کے نزدیک کافی و ضروری ہے - لہذا زیادہ تقریر تحریر نہیں کی جاتی کچھ تھوڑا سا اختلافی بیان لکھا جاتا ہے سنی لوگ تین تین بار مُنہ اور ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہیں اور انگلیوں کی طرف سے کہنیوں تک پانی پہنچاتے ہیں اس دلیل سے کہ قرآن شریف میں وارد ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ یعنی دُھو تم منہ اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک جس طرح عرب کا محاورہ ہے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ یعنی میں بصرہ سے چلا کوفہ تک یعنی رفتار بصرہ سے شروع ہو کر کوفہ پر تمام ہوئی اسیطرح ہاتھوں کا دھونا انگلیوں سے شروع ہو کر کہنیوں پر تمام ہوا - دوسری دلیل چونکہ امام اعظم صاحب سے بھی اسی طرح سنت پایا لہذا یہی اختیار کیا شیعی لوگ اس طرح وضو کرتے ہیں کہ مُنہ اور ہاتھوں پر ایک ایک دفعہ یا بدرجہ انتہا دو دو بار پانی ڈالتے ہیں یہ لوگ بھی اجرائے آب ہی کو فعل ضروری اور کافی سمجھتے ہیں اور کہنیوں پر سے پانی ڈال کر انگلیوں کے سروں تک پہنچاتے ہیں اور اس عمل میں انکے چند دلائل ہیں

دلیل اول جو ئہ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق
میں حرف الیٰ آیا ہے اس سے پہلے حرف مِن نہیں آیا جس کے ابتدا
اور انتہا کے معنی ہیں اگر فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ مِنَ الْاَنَامِلِ
اِلَی الْمَرَافِقِ ہوتا تو سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ کی مثال
صادق آتی اور انگلیوں سے شروع کرکے کہنیوں تک تمام کرنا لازم
آتا اس واسطے ضرور ہوا کہ کہنیوں سے شروع کریں اور انگلیوں پر
تمام دوسری دلیل جب غسل کرتے ہیں تو بھی پانی کندھوں پر سے
انگلیوں ہی پر بہکر آتا ہے اسی طرح وضو میں بھی مناسب معلوم
ہوتا ہے اور محاورہ کے موافق بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص
کہے کہ میں نے اپنا بدن کمر تک یا گردن تک دھویا خواہ کسی زبان
میں ہو تو اس سے عادت اجرائے آب کے موافق یہی مفہوم ہوگا
کہ کمر یا گردن پر سے پانی ڈالکر دھویا تلووں تک بہکر آیا اس
کے بالعکس کی طرف کیکا وہم وگمان بھی نجاوے گا (نہر اور
دریا حوض وغیرہ آب کثیر سے بحث نہیں) اس واسطے کہنیوں ہی
سے شروع کرنا لازم آتا ہے تیسری دلیل اگر فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ
وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْکَتِفَیْنِ آتا تو کیونکر انگلیوں سے شروع
کرکے کندھوں تک پانی پہنچاتے ممکن نہ تھا کہ کندھوں تک پانی
پہنچے اور کمر تک بہکر نہ آئے جبکہ تمام بدن یا نصف بدن

[illegible] کیا تھا تا اُن کے

بھی یہی عمل درست معلوم ہوتا ہے چوتھی دلیل چونکہ آئمہ اہلبیت سے
ثابت ہوا ہے کہ اُن کا دستور العمل یہی تھا کہ کہنیوں پر سے پانی
ڈالکر انگلیوں پر تمام کرتے تھے اس واسطے ہمکو لابد ہوا کہ اسی
طرح عمل کریں اس سے زیادہ کوئی دلیل اصح اور اقوی نہیں معلوم
ہوتی کیونکہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنّی تارِکٌ
فِیکُمُ الثَّقلَینِ کِتابُ اللہِ وَعِترَتی لَا یَفتَرِقَانِ حَتّٰی
یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضَ جبکہ یہ دونو کوثر تک ایک دوسرے
سے جدا نہونگے تو جو انکا عمل و فعل ہے وہ بشان قرآن و حدیث
کے مطابق ہے جدا نہونے سے یہی مراد ہے اور جو کچھ قرآن شریف
میں ہے وہ اہلبیت کے موافق یہ حدیث سب کے نزدیک صحیح مانی
گئی ہے اس کے موافق ہم لوگوں کو لازم ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف
دیکھیں اُسکو اہلبیت کی طرف رجوع کریں کیونکہ اب زمانہ یزیدی
اور مروانی نہیں رہا جو اہلبیت کی طرف رجوع کرنے میں خوف جان
اور خطرہ نان ہوگا اب ہر شخص آزاد ہے ایسے وقت میں تحقیق امر
حق پر ضرور ہے اور بعض جہلائے شیعہ کیطرح ہرگز نہ سمجھے کہ دو بزرگ
چیزوں میں سے اہلبیت ہمنے لئے اور قرآن سنیوں نے لیا یعنی ہم
تعزیہ داری کرتے ہیں وہ قرآن شریف حفظ کرتے ہیں استغفر اللہ

اگر ایسا سمجھیں تو دو نو گئے گذرے کیونکہ حباب دو تو ٹکوان کے
مرتبہ کے موافق نہ سمجھیں گے حضرت کے سامنے کیونکر کامیاب ہونگے

بعض علمائے محققین اہل انصاف نے ارقام فرمایا ہے جس اجماع
میں اہلبیت میں سے کوئی شامل نہو وہ اجماع درست نہیں یہ جملہ
دراسات اللبیب میں موجود ہے جسکو یقین نہو دیکھ لے بندہ نے
فریقین کے افعال نماز و روزہ بلکہ کل عبادات میں سے جس طرف قوت
دیکھی اور صحیح و درست پایا اسی کو اختیار کیا چنانچہ اکثر افعال رسمی
آبائی جو ہندوستان کے سبب سے مخلوط ہوگئے ہیں اور جن میں تعصب
مذہب کے باعث سے افراط و تفریط ہوگئی ہے اُن سب کو ترک
کردیا خدائے تعالیٰ آیندہ اپنے فضل و کرم سے ہر بدعت و شرک
سے بچائے آمین ثم آمین - العاقبۃ بالخیر

قطعہ

الٰہی کر مراتبہ دوبالا — دعا کرتا ہوں اسکا لکھنے والا
محبت دے مجھے قرآن کے ساتھ — الٰہی مارنا ایمان کے ساتھ

تمام شد